مِیلادِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



از

نجوم الفرقان

محقق العصر شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبدالرزاق بھترالوی حطاروی

مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ راولپنڈی

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از

نجوم الفرقان

شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبد الرزاق بھترالوی حطاروی

مکتبہ امام احمد رضا

کری روڈ راولپنڈی

کل الحقوق محفوظۃ

اشاعتی ضابطہ

نام کتاب: **میلاد مصطفی ﷺ** از نجوم الفرقان

مصنف: شیخ الحدیث علامہ عبد الرزاق بھترالوی مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکر یال راولپنڈی

کمپیوٹر گرافکس: حافظ محمد اسحاق ہزاروی

تحقیق و تخریج: حافظ طارق حسین مدرس جامعہ جماعتیہ مہر العلوم

کمپوزنگ: مہر العلوم کمپوزنگ سنٹر شکر یال راولپنڈی

تاریخ اشاعت: جنوری 2010ء

ناشر: **مکتبہ امام احمد رضا** کری روڈ راولپنڈی

E-mail:Mehrul.uloom@yahoo.com

سٹاکسٹ **ضیاء العلوم پبلی کیشنز** راولپنڈی

ملنے کے پتے

- **احمد بک کارپوریشن** راولپنڈی
- **اسلامک بک کارپوریشن** راولپنڈی
- **یونیورسٹی بک سینٹر** اسلام آباد
- **مکتبہ قادریہ** لاہور
- **ضیاء القرآن پبلی کیشنز** لاہور
- **شبیر برادرز** لاہور
- **مکتبہ غوثیہ** کراچی

فہرست

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

میلاد النبی ﷺ کے متعلق کچھ ذکر خیر:

سب سے بڑی بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ آجکل مختلف عنوانات سے ربیع الاول میں جلسے ہو رہے ہیں، کسی کا نام "پیغمبر انقلاب کانفرنس" کسی کا نام ذکر "ولادت مصطفیٰ ﷺ کانفرنس" اور کسی کا نام "سیرت النبی ﷺ کانفرنس" کسی کا نام، حسن قراءۃ وحمد ونعت کانفرنس یہ عنوانات ان حضرات نے قائم کرر کھے ہیں جو بات بات پر بدعت کا فتوی دیتے ہیں، اور "میلاد النبی ﷺ" کے نام سے کئے جانے والے جلسہ سے پتہ نہیں کیوں ناراض ہوتے ہیں، جبکہ ان کا کوئی عنوان کسی حدیث پاک سے ثابت نہیں۔ لیکن میلاد النبی ﷺ کا عنوان تو صحاح ستہ میں سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود قائم کیا ہے۔ "**باب میلاد النبی ﷺ**" اسی باب میں یہ حدیث ذکر کی:

"عن المطلب ابن عبد الله بن قيس بن مخرمة عن ابيه عن جده قال ولدت انا ورسول الله ﷺ عام الفيل قال وسأل عثمان بن عفان قباث بن اشيم اخابني يعمر بن ليث انت اكبرام رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ اكبر مني وانا اقدم منه في الميلاد وقال ورأيت خذق اخضر محيل" (۱)

عبدالمطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میری اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل ابرہہ کے ہاتھیوں پرحملہ کرنیوالے سال میں ہوئی وہ کہتے ہیں عثمان بن عفان نے بنی یعمر بن لیث کے بھائی قباث بن اشیم سے پوچھا کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں لیکن ولادت میری آپ سے پہلے ہوئی" میں نے ابابیل پرندوں کی سبز رنگ کی بیٹ (فضلہ) متغیر (بدلی ہوئی) دیکھی۔

راقم نے کبھی کسی عنوان پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خیال یہ ہوتا ہے کہ میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا ذکر ہوتا رہے خواہ کسی نام سے بھی ہوتا رہے۔ میلاد النبی ﷺ کے محافل ومجالس میں آپ کے فضائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جو آیہ کریمہ زیر بحث ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت کا ہی ذکر تو موجود ہے، قرآن پاک نبی کریم ﷺ کے اوصاف کے ذکر سے بھرا ہوا ہے، اس کا نام میلاد النبی ﷺ کا ذکر ہی تو ہے۔

(۱) ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۲ از علامہ ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمہ اللہ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

میلاد النبی ﷺ کا جلسہ جو رب تعالیٰ نے قائم کیا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O (۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر بھاری ذمہ اٹھایا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطاء فرمائی ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔ ﴿ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ﴾ سے مراد سید عالم ﷺ ہیں۔ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ" تو تم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا" یعنی اس طرح ایمان لانا کہ ان کے صفات واحوال کو یوں تسلیم کرنا جو آپ کے مطابق ہوں اور کتب انبیاء کرام میں موجود ہوں۔ قرآن وحدیث میں ان کا تذکرہ ہو۔ (۳)

یہ جلسہ ارواح انبیاء کرام میں کیا گیا۔

نبی ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۴)

"جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا"

(۱) سورۃ آل عمران پارہ نمبر ۳ آیہ نمبر ۸۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) ماخوذ از خزائن العرفان ص زیر آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ...... از مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ آیہ نمبر ۸۰ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کیا جائے:

﴿یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾(۱)

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔(۲)

منافقین اپنی مجالس میں سید عالم ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں اٹھا اٹھا کر اپنی بریت ثابت کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کیلئے قسمیں اٹھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی ناراضگی کا سبب ہوں۔

فائدہ: اس آیۂ کریمہ سے یہ پتہ چلا کہ اس وقت جلسے دو قسم کے ہوتے تھے:

ایک وہ جس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان ہوتے تھے، وہ جلسہ اللہ نے منعقد فرمایا، انبیاء کرام نے آپ کے اوصاف بیان کئے، صحابہ کرام نے آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا، خود نبی کریم ﷺ نے اپنے اوصاف اور اپنی ولادت کا ذکر کیا، محدثین کرام نے آپ کی ولادت کا ذکر کیا، جیسا کہ ترمذی کی حدیث بیان کی جا چکی ہے۔

دوسرا جلسہ منافقین کا ہوتا تھا جو نبی کریم ﷺ کے خلاف ان کا کلام ہوتا تھا، پھر اس کا انکار بھی کرتے تھے کہ نہیں ہم تو نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کررہے تھے، آج کل بھی یہی طریقہ چلا آرہا ہے ، ربیع الاول میں جلسے دو قسم کے ہی ہو رہے ہیں، ایک اہل سنت و جماعت کا جس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف وفضائل بیان ہوتے ہیں، اور کچھ حضرات کی مجالس میں کفروشرک وبدعات کا ذکر ہوتا ہے، بتوں کے حق میں نازل ہونے والی آیات انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر چسپاں کی جاتی ہیں، اور کافروں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہونے والی آیات کی لپیٹ میں مسلمانوں کو لیا جاتا ہے۔ یہ ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱) سورۃ التوبۃ، پارہ نمبر ۱۰ آیۃ نمبر ۶۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے میلاد کا ذکر کیا:

مجموعی طور پر تمام انبیاء کرام کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا ﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾(۱) ''یہ رسول ہیں ہم نے فضیلت دی بعض کو بعض پر۔''

آدم علیہ السلام کا تذکرہ آپ کی تخلیق سے پہلے یوں کیا:

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً﴾

آپ کی تخلیق کے بعد آپ کا ذکر رب قدوس نے یوں کیا:

﴿قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَامَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ﴾(۲)

فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا سجدہ کرنے سے اسے جسے میں نے دست قدرت سے بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے یوں فرمایا:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌO﴾ (۳)

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے۔(۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر یوں فرمایا:

﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّاO﴾(۵)

''اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا (اور) نبی'' (۶)

حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَامْرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ﴾ (۷)

---

(۱) سورۃ البقرۃ، پارہ نمبر ۳ آیہ ۲۵۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ ص، پارہ ۲۳ آیہ نمبر ۷۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ نوح، پارہ نمبر ۲۹ آیہ نمبر ۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۵) سورۃ مریم، پارہ نمبر ۱۶ آیہ نمبر ۴۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۶) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۷) سورۃ ھود، پارہ نمبر ۱۲ آیہ نمبر ۷۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

"اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔" (۱)

اس سے پہلے آیۃ نمبر ۶۹ میں یوں ذکر کیا ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ﴾ اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے، انہوں نے سلام کہا، آپ نے (بھی) سلام کہا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا تذکرہ یوں کیا:

﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا﴾ (۲)

"اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو بیشک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا" (۳)

حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر یوں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا ۝﴾ (۴)

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا، اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

حضرت اسمٰعیل، حضرت ادریس اور حضرت ذوالکفل علیہم السلام کا تذکرہ یوں کیا:

﴿وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (۵)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کرو وہ سب صبر والے تھے، اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں۔ (۶)

حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام کا ذکر یوں کیا:

﴿وَزَكَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ مریم، پارہ نمبر ۱۶ آیۃ نمبر ۵۴ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) سورۃ مریم، پارہ نمبر ۱۶ آیات نمبر ۵۶، ۵۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۵) سورۃ الانبیاء، آیات نمبر ۸۵، ۸۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۶) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ O فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ﴾ (۱)

''اور (یاد کرو) زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب! مجھے اکیلے نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے، تو ہم نے اس کی دعاء قبول کی اور اسے یحیٰی عطاء فرمایا۔''

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کا ذکر یوں فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا O وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا O وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴾ (۲)

اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا ، اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی اور اسے اپنے راز کہنے کو قریب کیا ، اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطاء کیا غیب کی خبریں بتانے والا نبی۔ (۳)

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر یوں فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ O وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ ﴾ (۴)

''اور بیشک ہم نے داود اور سلیمان کو بڑا علم عطاء کیا اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی، اور سلیمان داود کا جانشین ہوا۔''

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴾ (۵)

''اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے اور ایذا لگادی''

---

(۱) سورۃ الانبیاء، پارہ نمبر ۱۷ آیہ نمبر ۸۹، ۹۰ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ مریم پارہ نمبر ۱۶ آیہ نمبر ۵۱ تا ۵۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) سورۃ النمل پارہ نمبر ۱۹ آیہ نمبر ۱۵، ۱۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۵) سورۃ ص پارہ نمبر ۲۳ آیہ نمبر ۴۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت یسع علیہ السلام کا ذکر یوں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ۝﴾ (۱)

اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور سب اچھے ہیں۔

حضرت عیسی، حضرت الیاس، حضرت یونس اور انبیاء کرام کا تذکرہ یوں کیا:

"وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَزَكَرِیَّا وَیَحْیٰى وَعِیْسٰى وَاِلْیَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ (۲)

"اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطاء فرمائی، ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں، بے شک تمہارا رب علم وحکمت والا ہے، اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطاء کئے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی، اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں۔ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔"

تمام انبیاء کرام کا ذکر یوں فرمایا:

"وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۝" (۳)

اور کچھ رسولوں کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا، اور کچھ رسولوں کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا، اور موسی سے حقیقی طور پر کلام فرمایا۔

اور ذکر یوں کیا:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (۴)

(۱) سورۃ ص پارہ نمبر ۲۳ آیہ نمبر ۴۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ الانعام، پارہ نمبر ۷ آیہ نمبر ۸۳ تا ۸۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ آیہ نمبر ۱۶۴ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) سورۃ الانعام، پارہ نمبر ۷ آیہ نمبر ۱۲۴ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

''اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے''

محافل میلاد النبی ﷺ میں کیا ہوتا ہے؟

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی مجالس میں آپ کے اوصاف کا ذکر ہوتا ہے، آپ کے معجزات کا ذکر ہوتا ہے، آپ کی نعت خوانی اور صلوۃ وسلام ہوتا ہے۔ ابھی تک جن آیات کو ذکر کیا ان میں انبیاء کرام کا ذکر خیر موجود ہے، صرف ایک ایک مثال پیش کی گئی، ورنہ ذکر انبیاء کرام میں کئی آیات کریمہ کا ذکر ہے۔ راقم کی کتاب ''**تذکرۃ الانبیاء**'' کا مطالعہ کرو تو آپ کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کے کتنے کتنے اوصاف ذکر فرمائے جو ایک جزء ہے محفل میلاد النبی ﷺ کا۔

آیئے ذرا دیکھئے:

رب تعالی نے حضرت یحیی علیہ السلام کی ولادت کا ذکر اس انداز پر کیا کہ جس سے محفل میلاد النبی ﷺ کا سارا نقشہ نظر آجاتا ہے۔ ﴿یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ اِسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا O﴾ ''اے زکریا! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحیی ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔ ﴿قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا O﴾ عرض کی اے میرے! رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا۔ ﴿قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا O﴾ فرمایا ایسا ہی ہے، تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے، اور میں نے تو اس پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا۔ ﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا O﴾ عرض کی اے میرے رب! مجھے کوئی نشانی دیدے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگ سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہوکر۔ ﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْھِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا O﴾ تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر آیا تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح وشام تسبیح کرتے رہو۔ ﴿یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَّاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا O﴾ اے یحیی! کتاب مضبوط تھام، اور ہم نے اسے بچپن

ہی میں نبوت دی ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا O﴾ اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا۔ ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا O﴾ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا زبردست و نافرمان نہ تھا ﴿وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا O﴾ اور سلامتی ہو اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔(۱)

ان آیات کریمہ کو پڑھیے، بار بار پڑھیے، انصاف کی نگاہ سے دیکھیے، کیا رب تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر نہیں دی؟ یقیناً خبر دی ہے۔ پھر خود ہی رب تعالیٰ نے نام بھی رکھا اور بتایا کہ اس سے پہلے کوئی یحییٰ نہیں تھا، یہ پہلا نام ہی یحییٰ آپ کے سامنے آیا ہے۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی پیدائش پر خوشخبری پر تعجب کرتے ہوئے رب تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے رب کائنات بیٹا کیسے پیدا ہوگا جبکہ میری عورت بانجھ ہے میں خود بڑھاپے کی اس عمر میں ہوں کہ بیٹے کا پیدا ہونا تصور میں نہیں آسکتا۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا میری قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ جب تم کچھ بھی نہیں تھے تو تمہیں بھی تو میں نے ہی پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر کہ بیٹا تمہارا ضرور پیدا ہونا ہے تو خوش ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نشانی بتا دے کہ میرے بیٹے کا حمل ماں کے شکم میں قرار پکڑ گیا۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ تم قدرتی طور پر تین دن، تین رات کوئی بات نہیں کر سکو گے حالانکہ تم اچھے بھلے ہو گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی تم عبادت کر سکو گے، آپ نے اشارہ سے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی صبح و شام تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کتاب پر مضبوطی سے عمل کرو، پھر رب تعالیٰ نے فرمایا نے ان کو بچپن میں نبوت عطاء کی، اور پھر ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کے دل میں رقت و رحمت اور مہربانی رکھی۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کو ماں باپ کا فرمانبردار بنایا، سرکش اور نافرمان نہیں بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ولادت کے دن سلام بھیجا، اور فرمایا وفات کے دن آپ پر سلام ہو۔ اور جس دن آپ کو اٹھایا جائے اس دن آپ پر سلام ہو۔

خدارا انصاف کیجیے! کیا آجکل علماء کرام میلاد النبی ﷺ کے مجالس میں وہی کچھ نہیں بیان

(۱) سورۃ مریم پارہ نمبر ۱۶ آیات نمبر ۷ تا ۱۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کرتے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت میں ذکر کیا؟ یقیناً وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو رب تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا یوم ولادت یوں بیان کرتے ہیں:

"قَالَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا o وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا o وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا o وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا o (۱)

آپ نے کہا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا جہاں بھی میں ہوں، اور مجھے نماز اور زکوۃ کی تاکید فرمائی جب تک زندہ رہوں، اور مجھے اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا، اور مجھے زبردست، بدبخت نہ کیا۔ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے ذکر میں اپنے اوصاف ذکر فرمائے، اور اپنی پیدائش اور وفات اور اٹھائے جانے پر سلام کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا نوح علیہ السلام پر سلام:

﴿سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ o اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ o﴾ (۲)

"نوح پر سلام ہو جہان والوں میں، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ابراہیم علیہ السلام پر سلام:

﴿سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ o کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ o﴾ (۳)

---

(۱) سورۃ مریم، پارہ نمبر ۱۶ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ الصافات، پارہ نمبر ۲۳ آیات نمبر ۷۹ تا ۸۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ الصافات، پارہ نمبر ۲۳ آیات نمبر ۱۰۹ تا ۱۱۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سلام ہو ابراہیم پر، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام پر سلام:

﴿سَلٰمٌ عَلٰى مُوسٰى وَهٰرُونَ o اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ o﴾ (۱)

سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت الیاس علیہ السلام پر سلام:

﴿سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ o اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ o﴾ (۲)

''سلام ہو الیاس پر، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔''

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا صلوۃ وسلام نبی کریم ﷺ پر اور بندوں کو حکم:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا o﴾ (۳)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو آپ پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

بحث مذکور سے نتیجہ واضح ہوا:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کیا اور انبیاء کرام پر سلام بھیجا، اور نبی کریم ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجا، اور اس کے فرشتوں نے بھی آپ پر صلوۃ وسلام بھیجا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی حکم دیا کہ تم بھی میرے نبی پر صلوۃ وسلام بھیجو۔

---

(۱) سورۃ الصافات پارہ نمبر ۲۳ آیات نمبر ۱۲۰ تا ۱۲۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) سورۃ الصافات، پارہ نمبر ۲۳ آیات نمبر ۱۳۰ تا ۱۳۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ الاحزاب، پارہ نمبر ۲۲ آیہ نمبر ۵۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر انبیاء کرام:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جلس ناس عن اصحاب النبی ﷺ ینتظرونه قال فخرج حتی اذادنا منهم سمعهم یتذاکرون فسمع حدیثهم فقال بعضهم عجبا ان الله اتخذابراهیم من خلقه خلیلا وقال آخر ماذا باعجب من کلام موسی کلمه الله تکلیما وقال آخر فعیسی کلمة الله وروحه وقال آخر آدم اصطفاه الله فخرج علیهم فسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم بان الله اتخذابراهیم خلیلا وهو کذلک وموسی نجی الله وهو کذلک وعیسی روح الله وهو کذلک وآدم اصطفاه الله وهو کذلک الاوانا حبیب الله ولافخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامة ولافخروانااول شافع وانااول مشفع وانا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح الله لی فیدخلنیها ومعنی فقراء المؤمنین ولافخر وانا اکرم الاولین والآخرین ولافخر" (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، جب آپ صحابہ کرام کے قریب ہوئے تو آپ نے ان کو مذاکرہ کرتے ہوئے سنا، آپ نے ان کے کلام کو سنا ان میں سے بعض حضرات نے تعجب کرتے ہوئے یہ کہا بیشک اللہ تعالی نے اپنی مخلوق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے کہنے لگے یہ کوئی اس سے زیادہ متعجب نہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے (بلاوسطہ) کلام فرمایا، دوسرے کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ بنایا کچھ اور حضرات کہنے لگے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی اللہ بنایا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ ان کے سامنے جلوہ گر ہوئے، سلام کہنے کے بعد ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام سنا، اور تمہارے اظہار تعجب کو سنا (جو تم نے کہا) بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا یقیناً ایسا ہی ہے، اور موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں یقیناً ایسا ہی ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں یقینی طور پر یہ درست ہے کہ آپ اسی طرح ہیں، اور آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ محقق بات ہے کہ آپ صفی اللہ ہیں۔ خبردار (غور سے سنو آگاہ رہو) میں اللہ کا حبیب ہوں، مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، قیامت کے دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا

(۱) دارمی بحوالہ ترمذی از ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمہ اللہ ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان، لاہور

،اور سب سے پہلے میری شفاعت کو ہی قبول کیا جائے گا، اس پر مجھے کوئی فخر نہیں، سب سے پہلے جنت کے دروازوں کے حلقوں کو میں ہی حرکت دینے والا ہوں گا، اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کے دروازے کھول دے گا، اور جنت میں داخل کرے گا کہ میرے ساتھ غریب ایمان دار لوگ ہوں گے، مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، میں تمام پہلے آنے والے اور بعد میں آنے والوں میں مکرم ہوں گا مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔

حدیث پاک کی مکمل تفصیل راقم کی کتاب "**شمع ھدایت**" میں دیکھئے، حدیث پاک سے اتنا واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام نے ذکر انبیاء کرام ایک مجلس میں کیا جو محفل میلاد النبی ﷺ کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سن کر منع نہیں فرمایا، بلکہ اپنے اوصاف حمیدہ بیان کر کے اپنے منصب کی حقیقت کو بیان فرمادیا۔

اعتراض: نبی کریم ﷺ نے تو انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا"**لا تفضلو ابین الانبیاء**" انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ (۱)

جواب: آپ کا یہ کلام عجز وانکسار پر مبنی ہے، لیکن دوسرے حدیث پاک میں آپ نے اپنی حقیقت کو یوں بیان فرمایا:

"**عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد آدم یوم القیامة ولافخر و بیدی لواء الحمد ولافخر ومامن یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی**" (۲)

حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمام انسانوں کا قیامت کے دن سردار ہوں گا، اس بات پر کوئی فخر نہیں، اس دن تمام آدم علیہ السلام اور ان کے سوا میرے جھنڈے کے نیچے ہی ہوں گے۔

تشریح: جو تمام قوم سے فضیلت وخیریت میں برتر ہو اسے "**سید**" کہتے ہیں، یہ معنی علامہ ہروی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا، اور سید کا مطلب یوں بیان کیا گیا:

"**ھو الذی یفزع الیہ فی النوائب والشدائد فیقوم بامرھم ویتحمل عنھم مکارھھم ویدفعھا عنھم**" (۳)

"سید اسے کہتے ہیں جس کی طرف قوم اپنے مصائب وآلام میں پناہ پکڑے، وہ ان کی

---

(۱) مسلم شریف از ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ کتاب الفضائل ج ۲ ص ۲۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) مشکوۃ شریف از علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی فضائل سید المرسلین جلد ۲ ص ۵۱۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) نووی شرح مسلم از ابو زکریا یحیی بن شرف حسن بن حسین النووی کتاب الفضائل ج ۲ ص ۲۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

حاجات کو پورا کرے، خود مشقتیں برداشت کر کے ان کی تکالیف کو دور کرے"

اعتراض: حدیث شریف میں " ولد آدم" ذکر ہے، جس کا مطلب ہے "مجھے اولاد آدم پر فضیلت حاصل ہے" اس حدیث پاک سے نبی کریم ﷺ کی فضیلت حضرت آدم علیہ السلام پر ثابت نہیں، اگرچہ دوسرے انبیاء کرام پر فضیلت ثابت ہے۔

پہلا جواب: "فانهم يستعملون ولد آدم بمعی نوع الانسان" (۱)

بیشک عرب حضرات "ولد آدم "نوع انسان"، کے معنی میں لیتے ہیں، یعنی عام محاورہ کے مطابق صرف اولاد آدم معنی نہیں، بلکہ تمام انسان مراد ہیں، جس میں آدم علیہ السلام بھی ہیں، اس طرح اب معنی یہ ہوگا کہ "مجھے تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے"

دوسرا جواب:

"ان للحديث تتمته موضحة للمطلوب و هو قوله علیہ السلام و مامن نبی يومئذ آدم فمن سواه الاتحت لوائی" (۲)

مطلب کو واضح کرنے کیلئے حدیث پاک کے آخری الفاظ سے تکمیل ہو رہی ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام ہی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، یعنی تمام انسان بمع انبیاء کرام کے میرے جھنڈے کے نیچے پناہ لینے پر مجبور ہوں گے، (اس سے حضرت آدم علیہ السلام پر آپ کی فضیلت ثابت ہوگئی)

﴿يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے قیامت کے دن کا ذکر فرمایا کہ مجھے قیامت کے دن سرداری حاصل ہوگی، حالانکہ آپ کو دنیا میں بھی تمام پر سیادت حاصل ہے، پھر قیامت کے دن کے ذکر کرنے کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت میں آپ کی فضیلت تمام پر ظاہر ہو جائے گی۔

"ان فی یوم القیامة یظهر سودده لكل احد ولا يبقى منازع ولا معاند" (۳)

بیشک قیامت کے دن آپ کی سرداری ظاہر ہو جائے گی، کوئی جھگڑا کرنے والا جھگڑا نہیں کرے گا، اور کوئی شخص عناد نہیں کرے گا، کیونکہ دنیا میں کفار، مشرکین نے آپ کی فضیلت کو تسلیم نہیں کیا۔

---

(۱) نبراس، شرح شرح العقائد للامام محمد بن عبد العزیز البرہاروی رحمہ اللہ ص ۴۵۸ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاہور

(۲) نبراس، شرح شرح العقائد للامام محمد بن عبد العزیز البرہاروی رحمہ اللہ ص ۴۵۹ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاہور

(۳) نووی شرح مسلم از ابو زکریا یحی بن شرف حسن بن حسین النووی باب فضل النسب النبی ﷺ ج ۲ ص ۲۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

دنیا میں اگرچہ بہت لوگ آپ کے وسیلہ جلیلہ کے بغیر براہ راست خدا تک رسائی حاصل کرنے کے دعویدار ہیں لیکن قیامت کے دن تمام کو ہی میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا وسیلہ تلاش کرنا پڑے گا، جب تمام امتوں کو ان کے انبیاء کرام فرمائیں گے " اذھبوا الی غیری " میرے بغیر کسی اور کا وسیلہ تلاش کرو، اس وقت میرے حبیب پاک ﷺ کی زبان پر ہوگا "انا لھا" کہ اس شفاعت کا میں ہی حقدار ہوں، آپ ہی شفاعت فرمائیں گے، اس وقت آپ کی شان رسالت کی فوقیت واضح ہو جائے گی، کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہوگی۔

"خلیل و نجی، کلیم و مسیح سبھی سے کہیں سے نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے"

نبی کریم ﷺ کی سرداری کا قیامت کے دن ذکر کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ رب تعالیٰ اپنے متعلق قیامت کے دن فرمائے گا " لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ " آج کسی کی بادشاہی ہے؟ اللہ واحد وقہار کی، اگرچہ آج بھی ہر قسم کی بادشاہی اسی کو حاصل ہے، اور تمام چیزیں اسی کی ملکیت میں ہیں، لیکن دنیا میں لوگ دعویدار موجود ہیں کہ اس زمین کا میں مالک ہوں، اس مکان کا میں مالک ہوں، اس بادشاہی کا میں مالک ہوں۔ لیکن قیامت کے دن سب دعوے ختم ہو جائیں گے وہاں صرف رب ذوالجلال کی بادشاہی ہوگی، مجازی طور پر بھی کوئی اپنی ملکیت اور بادشاہی کا ذکر نہیں کرے گا۔

"ولا فخر" ای ولا اقولہ تفاخرا بل اعتدادا بفضلہ وتحدثا بنعمتہ وتبلیغالما امرت بہ"

یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنی سیادت کو دو وجہ کے پیش نظر بیان کیا۔

پہلی وجہ: آپ پر اپنے مراتب بیان کرنے ضروری ہیں تاکہ آپ کی امت آپ کو پہچان لے، اور آپ پر اعتقاد رکھے، اور آپ کی عزت وتکریم کرنے کا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اسی طرح اس پر عمل کر سکے۔

دوسری وجہ: "امتثالا لامر اللہ تعالیٰ" "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ" (1)

آپ نے اپنے مراتب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے بیان فرمائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝" اپنے رب کی نعمتوں کو خوب بیان کرو۔

---

(1) نووی شرح مسلم از ابو زکریا یحیٰ بن شرف حسن بن حسین النووی باب فضل المنسب النبی ﷺ ج ۲ ص ۲۴۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا:

"حصول نعمت پر تعریف کرنا باعث شکر ہے"

"عن جابر بن عبدالله مرفوعا من اعطى عطاء فوجد فليجز به فان لم يجد فليثن به فمن اثنى به فقد شكر ومن كتمه فقد كفر"

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ جس شخص کو کوئی عطیہ دیا جائے وہ اگر بدلہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کا بدلہ دے، اگر بدلہ دینے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کی تعریف کرے، یہ تعریف کرنا شکریہ ادا کرنا ہوگا، جس شخص نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ حصول نعمت پر تعریف کرنا ذریعہ شکر ہے، اور شکر کرنے سے حصول نعمت میں زیادتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾(۱) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے (شکریہ ادا کرو گے) تو میں تمہیں اور دوں گا۔

اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے، شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے، اور نفس کو اس کا خوگر بنائے، یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالی کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں، اور بندے کے دل میں اللہ تعالی کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلی مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کر قلب کی نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے، اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطاء فرمائے۔(۲)

نبی کریم ﷺ کی آمد باسعادت بھی نعمت ہے:

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾ (۳)

---

(۱) سورۃ ابراہیم پارہ نمبر ۱۳ آیۃ نمبر ۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) تفسیر خزائن العرفان، مفسر سید نعیم الدین مرادآبادی زیر آیت "وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ ...... مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ آل عمران، پارہ نمبر ۴ آیۃ نمبر ۱۰۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے، جب تم (آپس میں ایک دوسرے کے) دشمن تھے، تو الفت ڈال دی اس نے تمہارے دلوں کے درمیان، تو ہو گئے تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی۔(۱)

یعنی اسلام کی بدولت عداوت دور ہو گئی، آپس میں دینی محبت پیدا ہو گئی، حتی کہ اوس اور خزرج کی وہ مشہور لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اور اس کے سبب رات دن قتل و غارت کی گرم بازاری رہتی تھی، سید عالم ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالی نے مٹادی اور جنگ کی آگ ٹھنڈی کر دی، اور جنگجو قبیلوں میں الفت و محبت کے جذبات پیدا کر دیے۔(۲)

اس آیۃ کریمہ سے پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ کا تشریف لانا بہت بڑی نعمت ہے جس کی وجہ سے صدیوں پرانی عداوتیں، رنجشیں ختم ہو گئیں۔ نعمت کے حصول پر تذکرہ کرنا اور نعمت دینے والے کی تعریف کرنا ضروری ہے تا کہ شکریہ ادا ہو سکے اور نعمتوں کی زیادتی ہو سکے۔

واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی آمد باسعادت کا تذکرہ کرنا اور اللہ تعالی کی تعریف کرنا اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے جو یقیناً اللہ تعالی اور رسول اللہ کی خوشنودی اور ضامندی کا سبب ہے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاهُوَخَيْرٌمِّمَّايَجْمَعُوْنَ○﴾(۳)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔ (۴)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالی نے رحمت پر خوشی کرنے کا حکم فرمایا، رحمت سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں، جیسا کہ روح المعانی میں ہے "واخرج ابو الشیخ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الفضل العلم والرحمة محمد ﷺ" (۵) آیۃ کریمہ میں فضل سے مراد علم اور رحمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، یعنی اللہ تعالی نے علم کے حصول اور رحمت کے حصول پر خوشی منانے کا خود حکم دیا ہے۔

آپ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں:

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان از اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) تفسیر خزائن العرفان، مفسر سید نعیم الدین مراد آبادی زیر آیت "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ..... مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) سورۃ یونس پارہ نمبر ۱۱ آیۃ نمبر ۵۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۴) ترجمہ کنز الایمان از اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۵) روح المعانی، علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ تفسیر زیر آیت "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ..... ج ۶ نمبر ص ۱۴۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

دوسرے مقام پر اور زیادہ طور پر آپ کو خطاب فرماتے ہوئے رب کریم نے آپ کو رحمت کائنات کہا ہے۔

﴿وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ٥﴾ (۱)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔ (۲)

تفسیر روح المعانی میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی:

"والذی اختاره انها انما بعث لکل فرد من العالمین ملائکتهم انسهم وجنهم ولا فرق بین المؤمن والکافر من الانس والجن فی ذلک" (۳)

مختار مذہب اس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جہان کر ہر فرد کیلئے رحمت بنا کر مبعوث کیا، ملائکہ ہوں یا انسان ہوں یا جن سب کیلئے آپ رحمت ہیں، بلکہ انسانوں اور جنوں میں مومنوں اور کافروں سب کیلئے آپ رحمت ہیں۔

بلکہ روح المعانی میں آپ کی رحمت کی وسعت کو یوں بیان کیا گیا:

"کل خیر فی العالم فمن آثار النبوة وکل شر وقع فی العالم او سیقع فسبب خفاء آثار النبوة ودروسها فالعالم جسد وروحه النبوة ولا قیام للجسد بدون روحه" (۴)

جہاں میں جو بھی ہے وہ آثار نبوت کی وجہ سے ہے، اور جہاں میں جو شر بھی واقع ہوا یا واقع ہوگا وہ آثار نبوت کے مخفی ہونے اور مٹ جانے کی وجہ سے، کیونکہ تمام جہان جسم ہے اور نبوت اس کی روح ہے، اسی لئے کہ جسم بغیر روح کے قائم نہیں رہ سکتا۔

سؤال: نبی کریم ﷺ کافروں کیلئے کیسے رحمت ہیں؟

جواب: پہلے کفار کو طرح طرح کے عذاب دیئے گئے، کسی قوم کو بندر بنا دیا گیا، کسی قوم کو خنزیر بنا دیا گیا، کئی قوموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا، لیکن نبی کریم ﷺ کی قوم کے کفار عذاب کا مطالبہ بھی کرتے رہے، لیکن آپ کی رحمت سے رب تعالی نے ان کی شکلوں کو تبدیل نہیں کیا اور ان کو تباہ و برباد نہیں کیا۔

---

(۱) سورۃ الانبیاء، پارہ نمبر ۱۷ آیۃ نمبر ۱۰۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) ترجمہ کنزالایمان از اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) روح المعانی، علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ تفسیر زیر آیت "وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ" .... ج ۹ نمبر ص ۱۰۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۴) روح المعانی، علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ تفسیر زیر آیت "وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ" .... ج ۹ نمبر ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾(۱)

اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا، اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہوں۔(۲)

یعنی آپ رحمۃ للعلمین ہیں، آپ کے ہوتے ہوئے ہم ان کے مطالبہ کے باوجود ان کو عذاب نہیں دیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ مجھ سے سوال یہ کیا گیا کہ ربیع الاول میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں کئے جانے والے اعمال کا شرع میں کیا حکم ہے؟ اچھا ہے یا برا، اس کے کرنے والے کو ثواب حاصل ہوگا یا نہیں؟ آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے متعلق ابتدائی واقعات کو بیان کرنا اور آپ کی ولادت پاک پر ظاہر شدہ علامات کو بیان کرنا، پھر کھانے کیلئے دستر خوان بچھانا، یعنی کھانے کی اشیاء تقسیم کرنا اور غیر شرع حرکات کئے بغیر واپس لوٹ جانا اچھا کام ہے۔

"ھو من البدع الحسنة التی یثاب علیھا صاحبھا من تعظیم قدر النبی ﷺ واظھار الفرح والا ستبشار بمولدہ الشریف" (۳)

یہ تمام جن کا ذکر کیا ہے یہ اچھی بدعات سے ہیں، ان پر عمل کرنے والے کو ثواب حاصل ہوتا ہے، کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت کی تعظیم پائی جاتی ہے ، اور آپ پر فرحت و خوشی کا اظہار ہے، فرحت و خوشی کا اظہار زیادہ نعمتوں کے حصول کا سبب ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات پر مشتمل شیخ ابوالخطاب بن وحید نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام **"التنویر فی مولدالبشیر والنذیر"** رکھا اس پر اس کے وقت کے بادشاہ مظفر ابو سعید میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرتا اور بہت مٹھائی ، مکھن ، مرغ اور بکرے کا گوشت اس کے دستر خوان پر ہوتا، جس میں تیس ہزار طشت مٹھائیوں کے

---

(۱) سورۃ الانفال، پارہ نمبر ۹ آیۃ نمبر ۳۲،۳۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۳) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج اص ۱۷۹ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

ہوتے۔

"و كان يحضر عنده في المولد اعيان العلماء و الصوفية" (۱)

''اس کی محافل میلاد میں بڑے جلیل القدر علماء کرام اور صوفیاء عظام شریک ہوتے۔''

علماء ومشائخ کا شریک ہونا ہی جواز کی علامت ہے، ناجائز کام اتنے جلیل القدر علماء اور مشائخ کا شریک ہونا عقل سے دور ہے۔

یہودیوں کے آلہ کار لوگوں کی کذب بیانی:

ہر سال کسی نہ کسی جگہ سے عید میلاد النبی ﷺ کی مخالفت میں کوئی نہ کوئی اشتہار، کتابچہ چھاپ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، عام طور پر فتنہ یوں پھیلایا جاتا ہے ''امام الانبیاء کی ہجرت کے ۶۰۴ سال بعد عیسائیوں کی دیکھا دیکھی عراق کے اربل بادشاہ ملک مظفر ابوسعید جو ایک نہایت بے دین، بڑا عیاش، فضول خرچ اور عیاش طبع تھا، اس نے اپنے دنیا پرست کذاب مولوی عمر بن حسن بن دحیہ کے ساتھ مل کر عید میلاد النبی ﷺ کی اس رسم کو ایجاد کیا (۱) اور لالچی مولوی نے ایک ہزار دینار لے کر عید میلاد النبی ﷺ کے حق میں فتوی دیا، اس طرح یہ عید رفتہ رفتہ مسلمانوں کے گھر گھر میں گھس گئی اور سادہ دل لوگوں نے عقیدت احترام اور پیار محبت میں غلو کر کے اس کو دین کا حصہ بدعت بنالیا، یہ اس پمفلٹ کی عبارت تھی جو ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقع پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آیئے دیکھئے یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ﴾ ''جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔''

"الكذب مقراض الايمان" ''جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔''

آیئے اس جھوٹ کو علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کی کتاب الحاوی للفتاوی میں دیکھئے:

"حسن المقصد في علم المولد صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد كوكبوری بن زين الدين علی بن بكتكين احد الملوك الامجاد والكبراء الاجواد و كان له آثار حسنته"

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی کا اظہار کر کے اچھا عمل کرنے

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۹۰ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

(۲) تاریخ ابن خلکان بحوالہ ضیاء النبی از ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری ج ۲ ص مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

والا اربل بادشاہ مظفر ابو سعید کو کبری بن زین الدین علی بن بکتگین تھا جو بزرگ اور بڑے اور سخی بادشاہوں سے تھا، اس کے بہت اچھے اعمال تھے۔ (۱)

اور یہ بھی بہت واضح بات ہے کہ کرکٹ کا شائق کرکٹ گراؤنڈ تعمیر کراتا ہے، کلب کا دلدار کلب تعمیر کراتا ہے، یعنی جس کو کسی کام سے محبت ہو وہی کام کرتا ہے، یقیناً نیک شخص ہی نیک کام کرتا ہے اور مساجد تعمیر کراتا ہے۔

"وهو الذى عمر الجامع الظفرى بسفح قاسيون"

بادشاہ مظفر نے قاسیون کے پہلو میں جامع مسجد تعمیر کرائی، جس کا نام جامع مسجد ظفری رکھا گیا۔ (۲)

آیئے ابن جوزی اور ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن کثیر کا قول علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے ہی سنئے۔

"قال ابن كثير فى تاريخه كان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول ويحتفل به احتفالا هائلا و كان شهما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واكرم مثواه قال وصف له الشيخ ابو الخطاب بن دحية مخلدا فى المولد النبوى سماه التنوير فى مولد البشير و النذير فاجازه على ذلك بالف دينار وقد طالت مدته فى الملك الى ان مات وهو محاصر للفرنج بمدينة عكا سنة ثلاثين وستمائه محمود السيرة والسريرة" (۳)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں، بادشاہ مظفر ربیع الاول میں میلاد النبی ﷺ کی بڑی بڑی محفلیں قائم کرتا تھا جو بہت ذہین تیز فہم، بہادر، بطل حریت، عقلمند، عالم، عادل تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اس کا اچھا ٹھکانا بنائے، حافظ ابن کثیر نے ہی یہ بھی بیان کیا ہے کہ شیخ ابو الخطاب بن دحیہ رحمہ اللہ نے ولادت نبوی میں ایک بڑی مجلد کتاب تحریر کی جسکا نام "التنوير فى مولد البشير النذير" رکھا۔ جس پر بادشاہ مظفر نے ایک ہزار دینار انعام دیا، وہ بہت دیر بادشاہی کرنے کے بعد فوت ہوئے، یعنی ان کی بادشاہی کی مدت لمبی تھی، اس نیک بادشاہ نے عکا شہر میں انگریزوں کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس کی وفات چھ سو تیس ہجری میں ہوئی، جس کی سیرت بھی اچھی تھی، اور اس کی بادشاہت بھی قابل تعریف تھی۔

---

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۸۹ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

(۲) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۸۹ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

(۳) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۸۹ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

خدرا انصاف کیجئے! کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور حافظ ابن کثیر کی بات معتبر ہے کہ وہ بادشاہ نیک تھا یا آجکل کے یہودیوں کے آلہ کار لوگوں کی بات معتبر ہے کہ وہ برا تھا اور عیاش تھا، آجکل تو کتابوں سے اوراق نکال دینے کو رواج دے دیا گیا گیا ایسے ہتھکنڈوں سے دین اسلام مٹ جائے گا، اے مسلمانوں ہوشیار رہیں ایک قرآن پاک القدس سے چھاپا گیا ہے جس میں کئی سورتوں کو نکال دیا گیا ہے، جس قرآن کا محافظ رب تعالی ہو اس کی سورتوں کو نکال کر یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے؟ نہیں نہیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے، اور ان کے آلہ کار بھی شان مصطفیٰ کریم ﷺ کو کم کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

تاریخ ابن خلکان کی طرف منسوب کرنا بھی جھوٹ ہے:

ہاں ہوسکتا ہے تاریخ ابن خلکان کی عبارات کو بدل کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی گئی ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتا ورنہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تاریخ ابن خلکان کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

”قال ابن خلكان فی ترجمة الحافظ ابی الخطاب بن دحية كان من اعيان العلماء ومشاهيرا لفضلاء قدم من المغرب داخل الشام والعراق واجتاز باربل سنة اربع وستمائة فوجد ملكها المعظم مظفر الدين بن زين الدين يعنى بالمولدالنبوى فعمل كتاب التنوير فی مولد البشير والنذير وقرا عليه بنفسه فأجازه بالف دينار قال وقد سمعناه على السلطان مجالس ستة فی سنة خمس وعشرين وست مائة“(۱)

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بڑے عظیم علماء میں سے تھے اور مشہور فضلاء میں سے تھے، وہ مغربی علاقہ سے آئے اور شام وعراق میں داخل ہوئے چھ سو چار ہجری میں ان کا اربل بادشاہ پر گذر ہو، تو انہوں نے اس عظیم بادشاہ کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر عظیم اہتمام کرتے ہوئے پایا تو عظیم عالم حضرت علامہ حافظ ابوالخطاب نے ایک کتاب میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جو خود ہی بادشاہ مظفر الدین بن زین الدین کو پڑھ کر سنائی، اس کتاب کا نام رکھا ”التنوير فی مولد البشير النذير“ بادشاہ نے اس کتاب پر ایک ہزار دینار انعام دیا، ہم نے چھ سو پچیس ہجری میں بادشاہ کے پاس چھ مجالس میں اس کتاب کو سنا۔

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۹۰ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

اعتراض: میلاد النبی ﷺ کی محافل اور خوشی و مسرت بدعت ہے، بدعت پر عمل کرنا گمراہی ہے یہ کام تو دین دار علماء کرام کا نہیں بلکہ جاہل اور باطل راہ پر چلنے والے عوام کا ہے۔

جواب: ہر بدعت کو ضلالت و گمراہی سے تعبیر کرنا کسی طرح بھی درست نہیں، بلکہ بدعت پانچ قسم کی ہے۔

نمبر 1 واجب: جس طرح قرآن پاک اور حدیث پاک سمجھنے کیلئے علم نحو کا پڑھنا۔

نمبر 2 حرام: اللہ تعالیٰ کا بندوں کی طرح جسم ثابت کرنا، بندے کو پتھر کی طرح غیر مختار سمجھنا وغیرہ۔

نمبر 3 مستحب: دینی مدارس قائم کرنا، مساجد بنانا، سرائے بنانا اور ہر بہتر کام جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نہیں تھا۔

نمبر 4 مکروہ: ہر ایسا کام جس سے سنت کی ترک لازم آئے تو اگر سنت غیر مؤکدہ کی ترک لازم آئے تو مکروہ تنزیہی اور اگر سنت مؤکدہ کی ترک لازم آئے تو مکروہ تحریمی۔

نمبر 5 مباح: جیسے صبح کی نماز یا عصر کے بعد مصافحہ کرنا، لیکن بغیر سلام کے، اگر سلام بھی کرے تو مستحب ہوگا۔ (۱)

بیہقی نے مناقب امام شافعی رحمہ اللہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا:

المحدثات من الامور ضربان احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذا البدعة الضلالة و الثانی ما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا محدثة غير مذمومة. (۲)

نئے امور یعنی بدعات کی دو قسمیں ہیں، ایک ان میں سے یہ ہے کہ ایسا نیا کام جو قرآن یا حدیث پاک یا آثار صحابہ یا اجماع امت کے مخالف ہو، یہ بدعت گمراہی ہے، یعنی ناجائز ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے۔

دوسری قسم ان میں سے یہ ہے کہ کوئی نیا کام ہو لیکن نیکی کا کام ہو، اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں، بلکہ بالاتفاق جائز ہے اور مستحسن ہے، اس پر عمل کرنا باعث ثواب ہے، اور یہ بدعت کسی طرح بھی بری نہیں۔

"عن ابن عباس قال كان اهل الجاهلية يأكلون اشياء ويتركون اشياء

(۱) ماخوذ از حاشیہ مشکوۃ صفحہ نمبر ۲۸ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ بحوالہ مرقاۃ

(۲) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۹۲ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

تفذرا فبعث الله نبيه وانزل كتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو وتلا قل لا اجد فيما اوحي اى محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة الآية.(١)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ بعض چیزوں کو کھاتے تھے، اور بعض چیزوں کو ناپسند سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے، تو اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا، اور اپنی کتاب کو نازل کیا، اور کچھ چیزوں کو حلال کیا اور کچھ چیزوں کو حرام کیا، جن چیزوں کو اللہ تعالی نے حلال کیا وہ حلال ہیں، اور جن چیزوں کو رب تعالی نے حرام کیا ہے وہ حرام ہیں، اور جن چیزوں سے رب تعالی نے سکوت اختیار کیا (نہ حلال کیا اور نہ حرام) وہ معاف ہیں، یعنی وہ مباح ہیں نہ حلال ہیں اور نہ حرام ہیں، پھر آپ نے بطور دلیل یہ آیۃ کریمہ تلاوت کی۔

"قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (٢)

فرما دو میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام ہو، سوائے مردہ جانور کے یا بہنے والے خون، یا خنزیر کے گوشت کے تو بیشک وہ ناپاک ہے یا فسق ہے جس پر ذبح کے وقت اللہ کے غیر کا نام لیا گیا ہو، جو شخص مجبور ہو گیا وہ خود خواہش نہ کرے اور نہ حد سے تجاوز کرے تو بیشک تمہارا رب بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

❁ ابن ماجہ اور ترمذی کی حدیث جو، مشکوۃ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"فقال الحلال ما احل الله فى كتابه والحرام ما حرم الله فى كتابه وما سكت عنه فهو مما عفى عنه" (٣)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا حلال وہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حلال کیا، اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے، اور جس سے سکوت اختیار کیا ہے وہ معاف ہے۔

---

(١) رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی باب ما یحل اکلہ وما یحرم ص ٣٦٢ ج ٢ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(٢) سورۃ الانعام، پارہ نمبر ٧ آیۃ نمبر ١٤٥ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(٣) مشکوۃ شریف، علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی کتاب الاطعمۃ ص ٣٦٧ ج ٢ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

نئے کاموں کے ایجاد کیلئے نبی کریم ﷺ نے ضابطہ بیان فرمایا:

قال رسول الله ﷺ من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئ ومن سن فی الاسلام سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شئ. (۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرتا ہے، اسے اس کا ثواب ملے گا۔ اوراس کے بعد جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان کے مطابق بھی اس کا ثواب ملے گا، اوران عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ رائج کرتا ہے، اس کو اس برے طریقہ کے رواج دینے کا گناہ ہوگا، اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان کے عمل کے مطابق بھی اسے گناہ ہوگا اوران عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اس حدیث پاک سے یہ واضح ہوا کہ اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرنا منع نہیں بلکہ نیکیوں کا سبب ہے اور برا طریقہ رائج کرنا گناہوں کا سبب ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ یہ سؤال نہایت لغو اور بے حقیقت ہے کہ اسلام کیا اس وقت مکمل نہیں تھا؟ ہاں ہاں اسلام مکمل ہی تھا اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے خود اپنی امت کیلئے ایک ضابطہ وقانون پیش فرمادیا، تاکہ اسی قانون پر عمل کرنے والوں کو کوئی شخص غیر اسلامی شعار پر عمل کرنے کا طعنہ نہ دے سکے، بلکہ ایسا اعتراض علم شریعت سے بے خبری کی علامت ہے۔

میلاد النبی ﷺ پر انعقاد محافل اور ہر جائز خوشی مستحب ہے:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان الطلب فی المندوب تارة یکون بالنص وتارة یکون بالقیاس وهذا وان لم یرد فیه نص ففیه القیاس علی الاصلین" (۱)

مستحب کبھی نص سے ثابت ہوتا ہے اور کبھی قیاس سے، اس میں اگرچہ نص تو وارد نہیں، لیکن دو اصل یعنی دو علتیں اور وجہ موجود ہیں جن سے استحباب ثابت ہوتا ہے۔

پہلی وجہ یہ بیان فرمائی:

"ان النبی ﷺ قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسألهم

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۹۲ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

فقالوا هو يوم اغرق الله فيه فرعون ونجى موسى عليه السلام فنحن نصومه شكر الله تعالى.(۱)

بیشک نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ نے ان سے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور موسی علیہ السلام کو نجات دی اس لئے ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کیلئے روزہ رکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے اس قول کو رد نہیں کیا، بلکہ دوسرے مقامات پر ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ہم بھی روزہ رکھیں یہ ایک روزہ رکھتے ہیں ہم دو روزے رکھیں گے۔

مقرر دن میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا:

مندرجہ بالا بحث ذکر کرنے کے بعد علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فيستفاد منه فعل الشكر لله على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة او دفع نعمة" (۲)

اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالی کی نعمتوں واحسانات کی تکمیل اور مصائب کے مندفع کرنے کا معین دن میں شکریہ ادا کرنا جائز ہے، کیونکہ معین دن میں ہی روزہ رکھا جاتا تھا جو حصول نعمت اور اندفاع مصائب کا شکریہ تھا۔ اس کے بعد مزید فرماتے ہیں۔

"اى نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبى نبى الرحمة فى ذلك اليوم وعلى هذا فينبغى ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى فى يوم عاشوراء"(۳)

نبی کریم ﷺ جو سراپا رحمت ہیں اس دن میں آپ کی تشریف آوری جو نعمت عظمی ہے، اس نعمت سے بڑھ کر اور کیا عظیم نعمت ہو سکتی ہے، لہذا ضروری ہے کہ اس دن زیادہ سے زیادہ اللہ تعالی کی حمد وثناء کی جائے تا کہ یوم عاشوراء میں موسی علیہ السلام کے واقعہ سے مطابقت ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ہر پیر کے دن اپنا یوم ولادت منایا:

وان كان النبى ﷺ لم يزد فيه على غيره من الشهور شيئا من العبادات وماذاك الا لرحمته ﷺ بامته ورفقه بهم لأنه عليه الصلوة والسلام كان يترك العمل خشية ان يفرض على امته رحمة منه بهم لكن

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج اص ۱۹۴ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
(۲) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج اص ۱۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

اشارن الی فضیلة هذا الشهر العظیم بقوله للسائل الذی سأله عن صوم یوم الاثنین ذاک یوم ولدت فیه" (۱)

اگرچہ نبی کریم ﷺ نے اس ماہ میں بنسبت اور مہینوں کے زیادہ عبادات نہیں کہیں، صرف اپنی امت پر رحمت اور مہربانی کرتے ہوئے کیونکہ نبی کریم ﷺ امت پر رحمت فرماتے ہوئے ان پر فرض ہوجانے کے ڈر سے کئی اعمال ترک فرمادیتے تھے، لیکن آپ نے اس ماہ کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمادیا، جب آپ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ پیر کو روزہ کیوں رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ میری پیدائش کا دن ہے، یعنی آپ نے پیر کو اپنی پیدائش کا شکریہ ادا کرنے کیلئے روزہ رکھا اور اس طرح اظہار مسرت کیا۔

آیئے حدیث مسلم کے اصل الفاظ مبارکہ دیکھئے:۔

عن ابی قتادة ان رسول الله ﷺ سئل عن صوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علی" (۲)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا، اس دن میں میری پیدائش ہے، اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا، (یعنی اس دن ابتداء ازول قرآن ہوا)

جائز کاموں سے اظہار مسرت کرے:

فینبغی ان یقتصر فیه علی مایفهم الشکر لله تعالی من التلاوة والاطعام والصدقة وانشادالشعر من المدائح النبویة. (۳)

ضروری ہے کہ صرف ان کاموں پر ہی اکتفاء کرے جن سے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنا سمجھا جاسکے، تلاوت قرآن پاک کرے، طعام کھلائے، صدقہ وخیرات کرے، نبی کریم ﷺ کی مدح وتوصیف نعت خوانی کی صورت میں کی جائے۔

مباح کام کرنے میں کوئی حرج نہیں:

"فینبغی ان یقال ماکان من ذلک مباحا بحیث یقتضی السرور بذلک الیوم لاباس بالحاقه" (۳)

ضروری ہے کہ یہ بیان کیا جائے کہ جو کام مباح ہیں یعنی ان کاموں کے کرنے میں

(۱) اخرجہ مسلم بالاسناد ج اص ۳۸۸ باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر الخ ومشکوۃ باب صیام التطوع قدیمی کتب خانہ کراچی
(۲) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج اص ۱۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
(۳) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج اص ۱۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

شرعاً ممانعت نہیں، لیکن ان کے کرنے سے خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہو، ایسے کام میلادالنبی ﷺ کے دن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حرام، مکروہ، خلاف اولی کاموں سے بچنا ضروری ہے:

"وما كان حرام اومكروها فيمنع و كذا ما كان خلاف الاولى" (۱)

جوکام حرام، مکروہ، یا خلاف اولی ہوں (یعنی بہتر نہ ہوں) وہ میلادالنبی ﷺ کے دن منع ہیں۔ مثلاً ناچ، گانا، ڈھول، باجا، خوشی کے اظہار میں نمازوں کو ضائع کرنا، یہ سب کام میلادالنبی ﷺ کے دن ناجائز ہیں۔

خرابی کو دور کیا جائے، اچھائی کو ختم نہ کیا جائے:

خدرا! انصاف کریں کہ اگر نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں جلوس نکالا جائے، جس میں نعت خوانی ہو اور تلاوت قرآن پاک ہو اور تقاریر ہوں، نمازیں بھی قضاء نہ ہونے دی جائیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کوئی غیر شرعی حرکت ان نیک محافل یا جلوسوں میں شامل ہو جائے۔ تو صرف اسی کو ختم کرنے پر زور دیا جائے نہ کہ استحبابی کاموں کو بھی حرام بنانے پر زور دیا جائے، جھوٹے خداؤں کی وجہ سے حقیقی خدا کو چھوڑ دینا، اور جھوٹے نبیوں کی وجہ سے حقیقی انبیاء کرام کو نہ ماننا اور ان پر ایمان نہ لانا عقل ودانش کا کام نہیں، بلکہ جہالت وحماقت ہے۔

دوسری وجہ جس پر میلادالنبی ﷺ کی خوشی کا مستحب ہونا قیاس کیا گیا:

اخرجه البيهقى عن انس ان النبى ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة مع انه قدورد ان جده عبدالمطلب عق عنه فى سابع ولادته والعقيقة لاتعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذى فعله النبى ﷺ اظهارا للشكر على ايجاد الله اياه رحمةللعالمين وتشريع لامته كما كان يصلى على نفسه لذلك فيستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذلك من وجوه القربات واظهار المسرات. (۲)

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے بعد از اعلان نبوت اپنا عقیقہ خود کیا حالانکہ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ آپ کی ولادت کے ساتویں دن کر دیا تھا، عقیقہ ایک مرتبہ ہی ہوتا

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
(۲) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج ا ص ۱۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

ہے۔دوبارہ نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کے اس فعل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعلمین بنایا، اس لئے آپ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور نیز اپنی اُمت کیلئے مشروع فرمایا جیسا کہ آپ خود اپنی ذات پر درود پاک پڑھتے تھے تا کہ امت کو سنت کا ثواب بھی حاصل ہو جائے، اس وجہ سے اب ہمارے لئے بھی مستحب ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن اجتماعات منعقد کر کے اور طعام کھلا کر اور ہر قسم کی نیکی کے کام کر کے اور مسرت کا اظہار کر کے شکریہ ادا کریں۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے قوم کو لڑکے عطاء کیئے:

نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے قوم طرح طرح کی برائیوں میں مبتلاء تھی، ان برائیوں میں سے ایک برائی بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا تھا، کئی اعلیٰ خاندان اپنی بیٹیوں کو عار کے پیش نظر زندہ درگور کر دیتے، ایک شخص ان میں ایسا تھا کہ اگر اپنی کسی بیٹی کو زندہ رکھنا چاہتا تو اسے اون یا بکری کے بالوں کا جبہ (کوٹ) پہنا دیتا اور اپنے ساتھ جنگل میں اونٹ چرانے پر اسے مقرر کر دیتا، تا کہ کوئی شخص اس کو دیکھ نہ سکے اور یہ نہ کہے کہ اس کی بیٹی زندہ ہے۔اور اگر وہ کسی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اسے چھ سال تک مہلت دیتا، جب چھ سال کی ہو جاتی تو اس کی ماں کو کہتا اسے غسل کراؤ، خوشبو لگاؤ، اچھا لباس پہناؤ، مزین کرو، پھر اسے اپنے ساتھ جنگل میں لے جاتا، اس کیلئے ایک گڑھا کھودتا اور اسے کہتا اس میں دیکھو اس طرح اس کو دھکا دے کر نیچے گڑھے میں گرا دیتا اور مٹی اس پر ڈال کر یعنی سطح زمین کے برابر کر کے واپس آ جاتا۔(۱)

جاء قيس بن عاصم التميمي الى رسول الله ﷺ فقال انى وأدت ثمان بنات لى فى الجاهلية "(۲)

قیس بن عاصم تمیمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا۔

معاشرہ کی یہ حالت تھی کہ عورت کا چوپاؤں سے بھی کم مرتبہ تھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے عورت کو اسلام میں عزت عطاء فرمائی، بیٹی ہونے کی حیثیت سے، زوجہ ہونے کی حیثیت سے، ماں ہونے کی حیثیت سے جن حقوق کی مالک ہے۔وہ حقوق نبی کریم ﷺ نے بیان فرما کر عورت کو بلند

(۱) روح المعانی، علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ ج ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) روح المعانی، علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ ج ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

مقام دیا۔ لیکن افسوس آج مسلمان عورت غیر مسلموں کو دیکھ کر اسلامی شعار کو چھوڑ کر پھر حیوانیت کی طرف جانا پسند کر رہی ہے، بے حیائی اور عریانی، اور مردوں سے آزادانہ میل جول فیشن بن چکا ہے۔ جس معاشرہ سے غیر مسلم جو اس فیشن کے موجد ہیں وہ بیزار ہو چکے ہیں، وہ آج مسلمانوں کو پسند ہے، اللہ تعالی ان بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لائے، آمین۔

عرض کر رہا تھا کہ اہل عرب اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے گویا ان کے گھر بیٹی کے پیدا ہونے پر صف ماتم بچھ جاتی، ان کو خوشی نہ حاصل ہوتی بلکہ غم لاحق ہوتا۔ لیکن جس سال نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی وہ تو ہر طرف خوشی منانے کا سال تھا، اور آپ کی پیدائش پر ہی قوم آپ کی شان کو مکمل طور پر سمجھ لیتی یہ بھی مشکل تھا، نیز آپ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے آپ کی آمد کے سال بیٹیوں کا پیدا ہونا قوم کیلئے غم کا سبب بنتا اور ان کا زندہ دفن کیا جانا آپ کی شان رحمت کے خلاف تھا، اس لئے اللہ تعالی نے اس سال جن لوگوں کو اولاد عطاء کی ان کو بیٹے دئے بیٹیاں نہیں دیں۔

"وکان قداذن الله تعالی تلک السنة لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامة لمحمد ﷺ" (۱)

اب واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنی شان الوہیت کے مطابق نبی کریم ﷺ کی ولادت پر لوگوں میں بیٹے تقسیم فرمائے، کیونکہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہی کسی چیز کو تقسیم کیا جاتا ہے، انسان کو یہ استطاعت نہیں وہ اپنی استطاعت کے مطابق مٹھائی اور کھانے تقسیم کرتا ہے۔

نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا اسراف نہیں:

اعتراض: میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں چراغاں کیا جاتا ہے، جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، ان پر پیسے خرچ ہوتے ہیں جو اسراف ہے اور اسراف شرعاً ناجائز ہے۔

جواب: جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ میلاد النبی ﷺ پر جائز طریقہ سے اظہار مسرت مستحب ہے، تو یقیناً مستحب کام پر خرچ ہونے والے پیسے بھی مستحب ہوں گے، ثواب کا ذریعہ ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کی دیواریں کچی تھیں، اور کھجور کی شاخوں کا چھت تھا جو بارش میں ٹپکتا تھا، نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ اعتکاف میں تھے، بارش کی وجہ سے چھت ٹپکنا شروع

(۱) مواہب لدینہ از علامہ زرقانی مطبوعہ دار الفکر بیروت

ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرنے کی وجہ سے کیچڑ ظاہر ہو رہا تھا لیکن آج مسجد کی تزیین پر لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں لیکن تمام مکاتب فکر کے علماء یہی کہتے ہیں کہ جس نے جنت میں گھر بنانا ہے وہ مسجد پر پیسے خرچ کرے، کسی نے کبھی نہیں کہا چپس، رنگ وروغن، شیشے، شیشہ نگاری، قالین، ہیٹر، پنکھے ضرورت سے زائد چیزیں ہیں، ان پر پیسے خرچ کرنا اسراف ہے، لیکن حقیقت بھی یہی ہے ان کو اسراف کہنا نادانی ہوگی، کیونکہ مساجد کی شان وشوکت اپنے گھروں سے بڑھ کر ہونی چاہئے، جب مکان کچے اور سادہ ہوتے تھے اس وقت مساجد بھی اسی طرح ہوتی تھیں، جیسے مکانات بلند وبالا، پختہ، مزین بننے لگے تو ضروری ہوگیا کہ اسی طرح مساجد کو خوبصورت بنایا جائے تاکہ اپنے مکانات سے خانہ خدا کی حالت کم نظر نہ آئے، اسی طرح خوشی منانے کے ہر زمانہ میں طور وطریقے مختلف ہوتے ہیں۔

اب جبکہ بڑے بڑے مبلغین کو دیکھتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کی پیدائش اوران کی سالگرہ پر اور بیٹوں، بیٹیوں کی شادی پر، حج پر جاتے وقت، اور حج سے واپسی پر، اور کسی عزیز کی بیرون ملک سے واپسی پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، گلے میں ہار ڈالتے ہیں اوران کو جائز بھی سمجھتے ہیں، اسراف نہیں کہتے تو نبی کریم ا کی ولادت پر زیادہ سے زیادہ خوشی کیوں نہ منائی جائے۔ کیونکہ یہ خوشی اسی کی کی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے، نبی کریم ا تو آپ کے اپنے ہی ارشاد کے مطابق سب سے زیادہ محبت کی جائے، آپ فرماتے ہیں۔

﴿لایُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُونَ اَحبَّ اِلَیہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ﴾ (۱)

''کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔''

اپنی اولاد سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے محبت اور اولاد کی پیدائش پر خوشی کرنے سے زیادہ خوشی نبی کریم ﷺ کی ولادت پر کرنا ہی ایمان ہے، ورنہ روح ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے،

وهیچ کس جود وانفاق فی سبیل اللہ را اسراف نہ گفتہ لاسرف فی الخیر

کسی صاحب علم نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا اسراف ہے۔ (۲)

---

(۱) بخاری شریف، محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ باب حب الرسول من الایمان ج اص ۷ مکتبہ غوثیہ کراچی

(۲) تحفہ اثناعشریہ از علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی ص ۳۱۱

"قیل لاخیر فی سرف ولاسرف فی خیر" بیان کیا گیا ہے اسراف میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور نیکی میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔ (1)

راقم کو اس وقت حوالہ تو یاد نہیں لیکن مسئلہ سو فیصد یاد ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے کہا "**لاخیر فی الاسراف**" اسراف میں کوئی نیکی نہیں۔ تو آپ نے فی البدیہ جواب دیا "**لااسراف فی الخیر**" نیکی کے کام میں اسراف نہیں۔

اعتراض: نبی کریم ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو منائی جاتی ہے۔ حالانکہ علم تقویم کے لحاظ سے آپ کی ولادت کی تاریخ ۹ ربیع الاول بنتی ہے، بارہ کو میلاد النبی منانا درست نہیں۔

پہلا جواب: جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو جمہور کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

"والاکثرون انه ولد عام الفیل وانه بعد الفیل بخمسین یوم وانه فی شهر ربیع الاول یوم الاثنین لثنتی عشرة خلت منه عند طلوع الفجر"

اکثر حضرت یعنی جمہور کا قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عام الفیل (ہاتھی والے سال) میں واقعہ فیل کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے، بیشک آپ ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن بارہ ربیع الاول صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال ولد ﷺ یوم الاثنین واستنبئ یوم الاثنین وخرج مهاجرا من مکة الی المدینة یوم الاثنین ودخل المدینة یوم الاثنین ورفع الحجر یوم الاثنین وکذافتح مکة ونزول سورة المائدة یوم الاثنین"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ آپ نے اعلان نبوت پیر کے دن کیا، اور مکہ سے مدینہ طیبہ ہجرت پیر کے دن کی، اور مدینہ طیبہ میں آپ پیر کے دن پہنچے، آپ نے حجر اسود کو چادر میں لے کر قریش کے سرکردہ سرداروں کو چادر پکڑنے کی دعوت دی اور خود حجر اسود کو کعبہ شریف کی دیوار میں نصب کر کے ان کے نزاع کو ختم کیا وہ بھی پیر کا دن تھا۔ آپ نے مکہ شریف کو فتح کیا وہ بھی پیر کا دن تھا، اور آپ پر سورۃ مائدہ بھی پیر کے دن نازل ہوئی۔

دوسرا جواب: علم تقویم کی وجہ سے حساب درست نہیں ہو رہا اس کی وجہ کیا ہے" علامہ رازی

---

(1) المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح از ملاں علی قاری حنفی رحمہ اللہ ج ۸ ص ۲۶۸ مطبوعہ بیروت لبنان

رحمہ اللہ نے اور قرطبی رحمہ اللہ نے ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَاعَشَرَ شَهْرًا الآية﴾(۱) کے تحت لکھا وہ ضیاء القرآن کے الفاظ میں دیکھئے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے سال کے یہ چار مہینے (رجب، ذیقعد، ذی الحجہ، محرم) حرمت اور عزت والے شمار ہوتے تھے، اور ان میں لڑائی کرنے کی سخت ممانعت کردی گئی تھی، نیز فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے ماہ ذی الحجہ کی تاریخیں مقرر تھیں، کچھ عرصہ بعد اہل عرب پر اس حکم کی پابندی گراں گذرنے لگی ان کا پیشہ قزاقی، رہزنی اور مار دھاڑ بن کررہ گیا تھا، تین ماہ تک متواتر (ذی قعد، ذی الحجہ محرم) ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنا ان کیلئے ناقابل برداشت تھا اس لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان مہینوں میں سے جس کو چاہا حلال کرلیا اور اس میں جی بھر کر قتل وغارت کی اور اس کی جگہ سال کے کسی دوسرے مہینہ کو حرام کردیا۔ حرمت والے مہینوں کی تعداد بھی چار رہی اور ان کا کام بھی بن گیا، نیز حج علاوہ ایک عبادت کے ان کیلئے ایک بہت بڑا تجارتی میلہ بھی تھا، دور و دراز سے تجارتی قافلے آتے جس سے انہیں بہت نفع ہوتا لیکن حج کا فریضہ کیونکہ قمری سال کے ذی الحجہ کے مہینہ میں ادا کیا جاتا تھا، اس لئے یہ ایسے موسم میں بھی آجاتا، جبکہ سخت سردی یا گرمی ہوتی اور موسم اس ناسازگاری کی وجہ سے ان کا کاروبار ماند پڑجاتا، اور انہیں دل خواہ نفع نہ ہوتا، اس مشکل کا حل انہوں نے یہ تجویز کیا کہ حج ہمیشہ معتدل موسم میں ادا کیا جائے، اس کیلئے انہوں نے حج کی مقررہ تاریخوں کو بدل دیا اور قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھادیا۔ اس طرح تینتیس سال کے بعد صرف ایک بار حج اپنی صحیح تاریخوں ۹، ۱۰، ذی الحجہ کو ادا کیا جاتا۔ ان دونوں صورتوں میں چونکہ صرف اپنی ذاتی سہولتوں اور مالی منفعتوں کیلئے، وہ اللہ تعالیٰ کے اٹل اور محکم احکام ردوبدل کرلیا کرتے تھے، اس ان کے اس فعل کو "زيادة في الكفر" کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔

۱۰ھ میں جب رحمت عالمیان ﷺ حجۃ الوداع کیلئے مکہ تشریف لے گئے تو اس سال ان کے دستور کے مطابق بھی حج ۹۔۱۰ ذی الحجہ کو ادا ہونا قرار پایا تھا، اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا "ان الزمان قد استدار كهيئة يوم خلق السماوات والارض"(۲) یعنی اس سال بھی حج انہی تاریخوں میں ادا کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی میں اس کیلئے مقرر فرمائی تھیں، اس میں

---

(۱) سورۃ توبہ، پارہ نمبر ۱۰ آیۃ نمبر ۳۶، ۳۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کتاب التفسیر ج ۲ ص ۶۷۲ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

مسلمانوں کیلئے درس عبرت ہے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحتوں اور دوسرے وجوہ کیلئے احکام الٰہی ردوبدل نہ کریں۔ (۱)

خلاصہ جواب:

نبی کریم ﷺ نے جب حجۃ الوداع فرمایا اس وقت قدرتی طور پر صحیح تاریخ ۹ ذی الحج جمعہ کے دن مقام عرفات پر کھڑے ہونے کا دن تھا، اسی طرح جب آپ پیدا ہوئے قدرتی طور پر صحیح تاریخ ۱۲ ربیع الاول تھی۔ درمیان میں کوئی مستقل کیلنڈر نہیں تھا، ہر سال ایک مہینہ بڑھایا جاتا جس کا نام کبیسہ رکھا جاتا۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ موجودہ کیلنڈر نہیں تھا، بلکہ بعض لوگ حساب ولادت نبوی کے سال سے کرتے، اور بعض لوگ آپ کی بعثت کے سال (یعنی آپ کے اعلان نبوت کے سال) سے کرتے، اور بعض لوگ عام فیل سے حساب کرتے، اور بعض ہجرت کے سال سے حساب کرتے۔ یہ موجود کیلنڈر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جاری کیا گیا۔ اس لئے علم تقویم سے حساب درست نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی راقم کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی ۹ ربیع الاول آپ کی پیدائش کا دن مان کر خوشی کا اظہار کرے تو مجھے اس سے بھی اتفاق ہوگا، اگر کسی کو ۹ ربیع الاول بھی اور ۱۲ ربیع الاول بھی غم ہی لاحق ہو تو وہ شیطان کا ساتھی ہے۔ علامہ ابوالقاسم سہیلی لکھتے ہیں:

"ان ابلیس لعنه الله رن اربع رنات انة حین لعن انه حین احبط ورنة حین ولد رسول الله ﷺ ورنة حین انزلت فاتحة الکتاب قال والرنین والنحاء من عمل الشیطان" (۲)

ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا، پہلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا، دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا، تیسری مرتبہ سے جب سرکار دوعالم کی ولادت باسعادت ہوئی، چوتھی مرتبہ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

علامہ ابن کثیر نے بھی علامہ سہیلی کی اس عبارت کو" السیرۃ النبویہ ص ۲۱۲ ج ۱" میں جوں کا توں نقل کیا، اور ابن سید الناس نے "عیون الاثر" ص ۲۷ ج ۱ میں بھی اس روایت کو بعینہ درج کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) تفسیر ضیاء القرآن از ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ ج ۲ ص ۲۰۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) روض الانف از ابوالقاسم سہیلی رحمہ اللہ جلد اول ص ۱۸۱ دار الفکر بیروت

(۳) ضیاء النبی از ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ ج ۲ ص ۵۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

علم کے بحر بیکراں مفکر اسلام، مفسر قرآن کی تحقیق:

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمہ اللہ ضیاء النبی میں یوں رقمطراز ہیں:

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کو یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا، اس پر بھی علماء امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا، ماہ رمضان اور ماہ محرم کے اقوال کو اہل تحقیق نے درخور اعتناہی نہیں سمجھا، البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی جب مہتاب رشد وہدایت نے جلوہ بار ہو کر ظلمت کدہ عالم کو منور فرمایا اس بارے میں علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں، ہم یہاں علماء محققین کی آراء ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے مطالعہ سے وہ بآسانی صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں گے۔

❁ امام ابن جریر طبری جو فقید المثال مفسر، بالغ نظر مؤرخ بھی ہیں، وہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول " (۱)

رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاول شریف کی بارھویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

❁ علامہ ابن خلدون جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں بلکہ فلسفہ تاریخ کے موجد بھی ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"ولد رسول الله ﷺ عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول لاربعین سنة من ملک کسری انوشیروان" (۲)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی ،نوشیروان کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا۔

❁ مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے اپنی السیرۃ النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

"ولدرسول الله ﷺ یوم الاثنین عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول عام الفیل"(۳)

رسول کریم ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

---

(۱) تاریخ طبری، از علامہ ابن جریر طبری ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ بیروت

(۲) تاریخ ابن خلدون، علامہ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰ ۷ مطبوعہ بیروت

(۳) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ مطبوعہ القاہرہ

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی جو علم سیاست اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب ''الاحکام السلطانیہ'' آج بھی علم سیاست کے طلبہ کیلئے بہترین ماخذ ہے، اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں، واقعہ اصحاب فیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام بروز سوموار بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ (۱)

علوم قرآن وسنت اور فن تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ قول یہی ہے اور حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون جو جامعہ ازہر مصر کے کلیہ اصول الدین کے عمید رہے ہیں اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وقد صح عن طرق كثيرة ان محمدا ﷺ ولد يوم الاثنين الاثنتى عشرة مضت من شهر ربيع الاول عام الفيل فى زمن كسرى انوشيروان ويقول اصحاب التوفيقات التاريخية ان ذلك يوافق اليوم المكمل للعشرين عن شهر اغسطس سنہ ۵۷۰ بعد ميلاد المسيح عليه السلام" (۲)

کثیر تعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی کریم ابروز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کسری نوشیروان کے عہد حکومت میں تولد ہوئے، اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے۔

ان کے علاوہ علامہ محمد رضا جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھا ہے۔

"ولد النبى ﷺ فى فجر يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة مضت من ربيع الاول عشرين اغسطس سنہ ۵۷۰ واهل مكة يزورون موضع مولده فى هذا الوقت" (۳)

حضور نبی کریم ﷺ سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو بمطابق بیس اگست ۵۷۰ء) پیدا ہوئے، اہل مکہ سرکار دو عالم ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت

(۱) اعلام النبوۃ ص ۱۹۲، بحوالہ ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) محمد رسول اللہ ﷺ از علامہ محمد الصادق ابراہیم عرجون ج ۱ ص ۱۰۲ مطبوعہ بیروت

(۳) محمد رسول اللہ ﷺ از علامہ محمد رضا ص ج ۱ ص ۱۹ مطبوعہ بیروت بحوالہ ضیاء النبی مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کیلئے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں۔

اب ہم چند دوسرے حوالے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں قلمبند فرماتے ہیں۔

"ولدا یوم الاثنین لعشر خلون من ربیع الاول عام الفیل وقیل للیلتین خلتا منه قال ابن اسحاق ولدرسول الله ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول" (۱)

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بروز سوموار دس ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ تھی اور امام ابن اسحاق فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔

امام الحافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحیی بن سید الناس الشافعی الاندلسی اپنی سیرت کی کتاب ''عیون الاثر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

"ولدسیدنا ونبینامحمد رسول الله ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل قیل بعد الفیل بخمسین یوما"(۲)

ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز بارہ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں پیدا ہوئے، بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور کی ولادت ہوئی۔

اس کے بعد انہوں نے ربیع الاول کی دو اور آٹھ تاریخ کے قول نقل کئے ہیں، ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں یہی تاریخ روایت کی ہے۔

"رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه عن عفان عن سعیدبن میناء عن جابر وابن عباس انهماقالا ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشرمن شهر ربیع الاول وفیه بعث فیه عرج به الی السماء وفیه هاجر وفیه مات وهذا هوالمشهور عند الجمهور"(۳)

حضرت جابر اور ابن عباس دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ عام الفیل روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے، اور اسی روز حضور کی بعثت ہوئی، اسی روز معراج ہوا، اور اسی روز ہجرت کی، اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاول مشہور ہے۔

---

(۱) الوفا ابن جوزی ص ۹۰ بحوالہ ضیاء النبی پیر کرم شاہ الازہری ج ۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) عیون الاثر از ابوالفتح محمد بن محمد عبداللہ الاندلسی رحمہ اللہ جلد اول ص ۲۶

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ سیرت ابن کثیر ج ا ص ۱۹۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت

اس حدیث کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں، ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا، محدث ابن حبان فرماتے ہیں ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے، دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط واتقان ہیں، تیسرے راوی سعید بن میناء ہیں، ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے، یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں، ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ مولنا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولی رکھتے تھے، انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویم تاریخی ہے، ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے، اہل حدیث کے مشہور عالم نواب سید محمد صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دوشنبہ شب دواز دہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہور علماء کا یہی قول ہے، ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ (۱)

علماء دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع سیرت خاتم الانبیاء میں رقمطراز ہیں:۔

''الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعاء موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افزائے عالم ہوتے ہیں۔ (۲)

دو سیرت نگاروں کی غلط فہمی کی وجہ سے سکولی طبقہ غلط فہمی کا شکار ہوا:

برصغیر پاک وہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا کہ بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا، بلکہ پیر کا دن نو ربیع الاول کو بنتا ہے لھذا نو تاریخ صحیح ہے، لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے ان دو سیرت نگاروں پر ہی زیادہ

(۱) الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ از نواب سید محمد صدیق حسن خان ص ۷ مطبوعہ بیروت

(۲) سیرت خاتم الانبیاء از مفتی محمد شفیع صاحب ص ۱۸ بحوالہ ضیاء النبی ج ۲ بحذف ص ۳۳ تا ۳۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سکولی طبقہ ان کی سیرتوں پر انحصار کئے ہوئے ہیں حالانکہ یہ خود جا بجا ٹھوکریں کھاتے رہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب انہیں مکی لکھتے ہیں، مولنا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا، البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا، جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا اس کو مولوی سید محی الدین خان جج ہائی کورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا، اور ۱۸۹۸ میں نولکشور پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں، صحابہ کرام، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کیلئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں، کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ (۱)

مقام توجہ: اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس (جمعرات کے دن) ۲۰ جمادی الاول ۱۷ھ ۱۲ جولائی ۲۳۸ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا، اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے، لیکن اس سے پہلے کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں، اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا، عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کرلیا کرتے تھے (راقم نے ضیاء القرآن کے حوالہ سے پہلے ہی ذکر کردیا ہے) (۲)

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی، علامہ قسطلانی لکھتے ہیں، اہل زیچ کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی، پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں، محدثین، مفسرین، تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات ماننا پڑے گی۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوگیا:

کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول عام الفیل، پیر کے

دن صبح کے وقت اس جہان ہست وبود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔ (۱)

مزید بحث ضیاء النبی میں دیکھیں، اور مدارج النبوۃ میں دیکھیں، راقم نے "**تذکرۃ الانبیاء**" میں کچھ احوال ذکر کئے۔ یہاں مختصر بحث کی جارہی ہے۔

میلاد النبی ﷺ کو عید کہنے کی وجہ:

عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کہنا کہ عیدیں صرف دو ہیں یہ احادیث اور کتب فقہ کی کی توجہ نہ کرنے وجہ سے وہ لوگ غلطی کا شکار ہوئے کاش کہ وہ کتب کا مطالعہ کریں، یوں ہی تخریب کاری ان کا وطیرہ ہے۔ درمختار باب العیدین میں عید کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس طرح ذکر کیا گیا ہے:۔

"سمی به لان الله فیه عوائد الاحسان ولعوده بالسرور غالبا اوتفاؤلا ویستعمل فی کل یوم فیه مسرة ولذاقیل عید وعید وعید صرن مجتمعة. وبوجه الحبیب ویوم العید والجمعة" (۲)

عید کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالی کے احسانات لوٹ کر آتے ہیں اور ان کے آنے سے سرور بھی غالبا لوٹ آتا ہے۔ یا نیک شگونی کی وجہ سے عید کہا جاتا ہے، یعنی اللہ کرے خوشی لوٹ آئے، کیونکہ عید کا معنی ہی "لوٹنا" ہے، ہر مسرت کے موقع پر لفظ عید کا استعمال کیا جاسکتا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا: آج تو تین عیدیں جمع ہوگئیں حبیب کے چہرہ کا دیدار، اور عید کا دن اور جمعہ۔

جب ہر مسرت کے دن کو عید کہا جاسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن سے بڑھ کر مسرت کا دن اور کونسا ہوسکتا ہے؟ جب اس سے زیادہ قدر ومنزلت والا اور کوئی دن نہیں تو اس دن سے بڑھ کر کسی دن میں مسرت بھی زیادہ نہیں ہوسکتی تو اس طرح اس دن کے عید ہونے سے، اور کوئی بڑی عید بھی نہیں ہوسکتی، البتہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پر فرحت اور سرور حاصل ہو تو عید کہا جاسکتا ہے، نہ ہو تو عید کہنا بھی مشکل ہی نظر آتا ہے، اصل اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔

جسے چاہا در پہ بلالیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

"عن ابن عباس انه قرأ "الیوم اکملت لکم دینکم" الآیة، وعنده یهودی

---

(۱) ضیاء النبی از ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ ج ۲ ص ۳۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) درمختار از علامہ ابن عابدین الشامی باب العیدین ص ۶۱۰ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

فقال لو نزلت هذه الآية علينا لاتخذناها عيدا فقال ابن عباس فانها نزلت في يوم عيدين في يوم جمعة ويوم عرفة" (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بیشک یہ آیۃ ہم پر بھی اس دن نازل ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں۔ایک جمعہ کا دن اور ایک ذی الحج کی نو تاریخ تھی۔یعنی ہم ہر ذوالحج کی نو تاریخ کو عید مانتے ہیں۔اور یہ آیۃ بھی حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کو نازل ہوئی،اور وہ دن جمعہ کا دن تھا جبکہ ہم پر جمعہ کے دن کو بھی عید مانتے ہیں۔

بخاری ج ۲ کتاب التفسیر میں یہی حدیث طارق بن شہاب ﷺ سے مروی ہے کہ یہود نے حضرت عمر ﷺ سے یہی بات کہی اور آپ نے وہی جواب دیا جو حضرت ابن عباس ﷺ نے جواب دیا۔واضح ہوا کہ ہر مسرت کا دن عید کا دن ہے،حبیب کے چہرہ کی زیارت کا دن،جمعہ کا دن،عرفہ کا دن،عید الفطر کا دن عید الاضحیٰ کا دن سب عید کے دن ہیں،اس لئے ولادۃ النبی ﷺ کا دن مسرت کا دن ہے،لہذا ایمان والوں کیلئے عید کا دن ہے۔

اعتراض: جب ایک ہی دن ولادت اور وفات کا ہے تو خوشی منائی جاتی ہے،غم نہیں کیا جاتا،اس کی کیا وجہ ہے؟ ویسے یہ اعتراض میں نے سنجیدہ الفاظ میں نقل کیا ہے ورنہ جہلاء عام لوگوں کو ان الفاظ سے ورغلاتے ہیں آپ نے کبھی یہ بھی سنا کہ ایک گھر سے میت کا جنازہ نکل رہا ہو اور لوگ خوشیاں منا رہے ہوں۔

پہلا جواب: تحقیق کی رو سے آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو نہیں بنتا۔اس لئے کہ اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کیا اس وقت حقیقی طور پر ذی الحج کی ۹ تاریخ جمعہ کو تھی۔اور اس مسئلہ میں بھی اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع کے بعد آنے والے ربیع الاول میں وصال ہوا،اور یہ بات بھی اتفاقی ہے کہ آپ کا وصال سوموار کو ہوا۔

آئیے! اب آپ حساب کریں کہ حجۃ الوداع کی آٹھ تاریخ جمعرات تھی،اور انتیس تاریخ بھی جمعرات تھی،اگر چاند انتیس کا تھا تو محرم کی پہلی تاریخ جمعہ تھا اور انتیس تاریخ بھی جمعہ تھا،اگر مہینہ انتیس دنوں کا تھا تو صفر کی پہلی تاریخ ہفتہ کا دن تھا اور انتیس تاریخ بھی ہفتہ کا دن تھا۔اس لحاظ پر ربیع الاول کی پہلی تاریخ اتوار کا دن تھا۔لیکن تین چاند لگاتار انتیس کے نہیں ہوتے،اگر ان میں سے ایک مہینہ آپ تیس کا مانیں تو ربیع الاول کی پہلی تاریخ پیر کو ہوگی،اس طرح بارہ ربیع الاول

(۱) رواہ الترمذی بحوالہ مشکوۃ المصابیح از علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ باب الجمعہ ص ۱۲۱ ج ا مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

جمعہ کے دن بنتی ہے۔اگر آپ تین چاندوں میں سے دو چاند تیس کے بناتے ہیں تو ربیع الاول کی پہلی تاریخ منگل کو ہوگی،اس صورت میں ہفتہ کے دن بارہ ربیع الاول بنتی ہے۔اگر تینوں چاند انتیس کے ہی مانیں تو بارہ ربیع الاول جمعرات کو ہوگی۔لیکن چشتیائے کرام بزرگان دین تینوں چاند انتیس کے لے کر دو ربیع الاول پیر کا دن آپ کا یوم وصال مانتے ہیں۔

گولڑہ شریف میں سید الاولیاء حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ دو ربیع الاول کو ہی آپ کا یوم وصال مناتے رہے،جس پر آج تک عمل جاری ساری ہے۔

دوسرا جواب: اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آپ کی پیدائش اور وصال کا دن ایک ہی ہے تو خوشی منانے اور غم نہ کرنے کی وجہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"والشریعة حثت علی اظهار شکر النعم والصبر والسکون والکتم عند المصائب وقد امر الشرع بالعقیقة عند الولادة وهی اظهار شکر وفرح بالمولود ولم یأمر عند الموت بذبح ولا بغیره بل نهی عن النیاحة واظهار الجزع فدلت قواعد الشریعة علی انه یحسن فی هذا الشهر اظهار الفرح بولادتها دون اظهار الحزن فیه بوفاته"(۱)

شریعت نے نعمتوں کے شکریہ کو ظاہر کرنے پر برانگیختہ کیا ہے،اور مصائب وآلام کے چھپانے اور ان پر صبر وسکون کا حکم دیا ہے اور بچے کی ولادت پر خوشی منانے اور شکر کو ظاہر کرنے کیلئے شریعت نے عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ موت کے وقت ذبح وغیرہ کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا،بلکہ نوحہ کرنے اور جزع کرنے سے منع کیا گیا ہے،یہ قوانین شریعت اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا مستحسن طریقہ ہے لیکن آپ کی وفات پر غم کا اظہار اچھا نہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا"اولم ولو بشاة"ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری (ذبح کرنے) سے ہو،اس سے بھی پتہ چلا کہ نعمت کے حصول پر شکریہ ادا کرنا شرعا اچھا طریقہ ہے۔

تیسرا جواب: وفات پر غم نہ کرنے کی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قبر شریف میں دنیاوی زندگی سے بھی اعلی زندگی حاصل ہے جب آپ زندہ ہیں تو غم کا کیا مقصد۔انبیاء کرام کی مکمل زندگی کی بحث "نجوم الفرقان جلد چہارم" میں دیکھئے،یہاں صرف معترضین کے عالم اعزاز علی دیوبندی صاحب کی حاشیہ نور الایضاح کی عبارت دوبارہ تحریر کر رہا ہوں تاکہ مسئلہ سمجھنا آسان ہو۔

(۱) الحاوی للفتاوی از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ج۱ص۱۹۳ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

"مثله ﷺ بعد وفاته كمثل شمع في حجرة اغلق بابها فهو مستور عمن هو خارج الحجرة ولكن نوره كما كان بل ازيد وهذا حرم نكاح ازواجه بعدها لم يجر احكام الميراث فيما تركه لانهما من احكام الموت" (۱)

نبی کریم ﷺ کی مثال دنیا سے رخصت ہو جانے سے بعد اس طرح ہے جس طرح ایک شمع کو باہر سے کمرہ میں لے جائیں اور اس کا دروازہ بند کر دیا جائے اگرچہ وہ شمع کمرے سے باہر والوں سے چھپ گئی لیکن اس کی روشنی اسی طرح ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ کیونکہ باہر روشنی کم تھی اندر جا کر زیادہ ہوگئی (اسی طرح نبی کریم ﷺ قبر شریف میں اگرچہ باہر والے لوگوں سے مستور ہیں لیکن آپ کی زندگی پہلے سے بھی زیادہ ارفع و بلند ہے) اسی وجہ سے آپ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے باوجود آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا حرام ہے، اور آپ کے ترکہ پر وراثت کے احکام جاری نہیں ہوئے، کیونکہ یہ دونوں کام مردوں سے تعلق رکھتے ہیں آپ تو زندہ ہیں۔

اہل سنت و جماعت سے دردمندانہ اپیل:

میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں نمازوں کو ضائع نہ ہونے دیں۔ ناچ، گانا، ڈھول، باجے بھنگڑا وغیرہ نہ پایا جائے۔ مساجد کے قریب سے گزرتے ہوئے نمازوں کے اوقات میں لاؤڈ سپیکرز کا آواز پست رکھا جائے۔ نعت خوانی، ذکر، تقاریر، پر مشتمل جلوس، حدود سے تجاوز کر کے اغیار کو اعتراضات کا موقع نہ دیا جائے۔ تمام رات محافل نعت منعقد کر کے صبح نماز کو قضاء کرنا حماقت ہے، عقل و دانش کا کام نہیں۔ محفل نعت کا انعقاد اتنی دیر ہو کہ صبح کی نماز با جماعت ادا کی جائے۔ محفل نعت میں پیسے دینے والوں کے صرف نام شامل کر کے قرعہ اندازی کر کے کسی ایک کو عمرہ کا ٹکٹ دینا خالص جوا بازی ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ہاں سب شرکاء محفل کے نام شامل کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے کسی کو عمرہ کیلئے بھیجنا جائز ہے۔

لمحات فکر:

کبھی آپ نے یہ بھی سوچا آپ کے اغیار اپنا تمام پیسہ دینی مدارس پر خرچ کر رہے ہیں، آپ ایک رات کی محفل نعت پر لاکھوں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں، آپ کی توجہ دینی مدارس کی

(۱) حاشیہ نور الایضاح از مولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی ص ۱۸۹ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

طرف جب تک نہیں ہوگی آپ کے اغیار آپ سے بازی لے جاتے رہیں گے۔ پیسے مقرر کر کے نعت خوانوں اور مقررین کا محافل میں جانا بہت برا طریقہ ہے، ایسے پیشہ ور دین کے ڈاکوؤں سے بچ کر رہیں، صحیح علماء سے تقاریر کرائیں ،نعت خوانوں کو بلائیں ،فن کاروں اور مداریوں کو نہ بلائیں۔

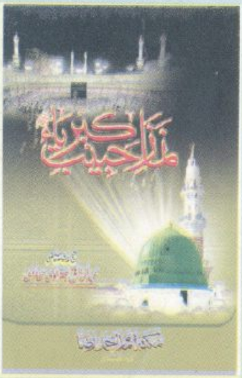
عبدالرزاق بھترالوی

ابن قاضی عبدالعزیز ابن قاضی فیض احمد ابن قاضی غلام نبی رحمہم اللہ تعالی علیہم

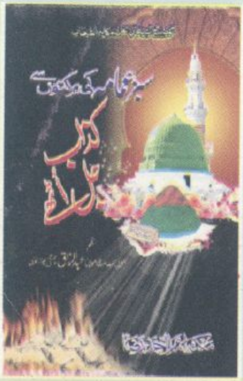
شیخ الحدیث علامہ قاضی عبدالرزاق بھتر الوی مدظلہ کی گرانقدر تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
1	تفسیر نجوم الفرقان ج۱	25	نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے
2	تفسیر نجوم الفرقان ج۲	26	تکریم والدین مصطفیٰ
3	تفسیر نجوم الفرقان ج۳	27	عصمت انبیاء علیہم السلام
4	تفسیر نجوم الفرقان ج۴	28	سبز عمامہ کی برکتوں سے کذاب جل اٹھے
5	تفسیر نجوم الفرقان ج۵	29	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے
6	تفسیر نجوم الفرقان ج۶	30	اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے
7	تفسیر نجوم الفرقان ج۷	31	اذان کے ساتھ درود شریف مستحب ہے
8	تفسیر نجوم الفرقان ج۸	32	مرد اور عورت کی نماز میں فرق
9	تفسیر نجوم الفرقان ج۹ (زیر طبع)	33	میزان الصرف (اردو حاشیہ)
10	تفسیر نجوم الفرقان ج۱۰ (زیر طبع)	34	مراح الارواح (اردو شرح)
11	تفسیر نجوم الفرقان ج۱۱ (زیر ترتیب)	35	خلاصہ حسامی (اردو)
12	تذکرۃ الانبیاء	36	خلاصہ توضیح وتلویح (اردو)
13	موت کا منظر	37	خلاصہ مناظرہ رشیدیہ
14	اسلام میں عورت کا مقام	38	خلاصہ نخبۃ الفکر
15	شمع ہدایت	39	بذریعۃ النجاح شرح نور الایضاح
16	تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان	40	المظہر النوری شرح مختصر القدوری
17	نماز حبیب کبریا ﷺ	41	کشاف الحقائق شرح کنز الدقائق
18	فضائل رمضان	42	جواہر السنایہ شرح ہدایہ ج۱
19	احکام مساجد	43	جواہر السنایہ شرح ہدایہ ج۲
20	ایصال ثواب امر مستحب ہے	44	جواہر السنایہ شرح ہدایہ ج۳
21	شب برأت سے روکنے کی ناپاک جسارت	45	جواہر السنایہ شرح ہدایہ ج۴ (زیر ترتیب)
22	میلاد مصطفیٰ ﷺ	46	شمائل ترمذی (برائے طالبات)
23	عقیدہ حاضر و ناظر	47	ضوء المصباح شرح تلخیص المفتاح
24	تحفہ حفاظ	48	سراجی فی المیراث (اردو شرح)

قابلِ مطالعہ کتابیں



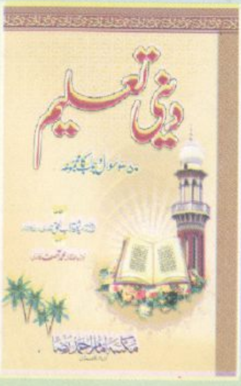


















مکتبہ امام احمد رضا

کری روڈ، راولپنڈی

CELL:0321-5098812